

## مسلم تہذیب و ثقافت میں فنون لطیفہ کی حیثیت

- \* ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب  
\*\* کرن مشکبار فاطمہ

Islamic culture and civilization is neither related to any region nor race but it is purely Quranic Civilization based on ideology of Islam. This study, deals with the notion that whether art is permitted is Islam or otherwise. In this study, basis of art in Quran, Sunnah and position of it in current era are also discussed.

Art can be divided into three types with respect to its usage: 1) Worship; when art is for Allah. 2) Mubah; when art is for enjoyment remaining in the limits of reason. 3) Haram; when art is for sexual anarchy and evil practices. The period of Khilafat-e-Rashida, Umayyad, Abbasids, Safwid, Uzbic, Indian, Turk (Usmani) are the various forms of Islamic art in different times. Religion does not break links with life but it deepens the relationship between man and life. Isolating culture from religion, and expelling it from religious activities, is not something useful. Islam prohibits vulgarity but allows other healthy activities. Music, poetry, painting, architecture and other forms of art have been in vogue throughout the Islamic history though not appreciated generally.

### تہذیب کے لغوی و اصطلاحی معنی

تہذیب و ثقافت کے معنی و مفہوم کو معلوم کرنے کے لئے عربی، اردو اور انگریزی لغات سے جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ ابن منظور لکھتے ہیں:

”التہذیب هذب الشيء يهذب به هذباً وهذب به اي نقاه و اخلصه

وقيل اصله، واصل التهذيب تنقيه الحنظل من شحبه و معالة

حبه حتى تهذب مرارته و يطيب لأكله“ (1)

\* ڈائریکٹر، اسلامک ریسرچ سنٹر، شعبہ اسلامیات، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

\*\* ایم فل سکالر، شعبہ اسلامیات، بہاؤ الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

قاموس المحیط میں بھی اس سے ملتے جلتے معنی ہیں:

”ہذب یہذب ہذباً قطعہ نقاہ و اخلصہ و قیل الصلحہ“ (2)

پروفیسر ظہور احمد اظہر لکھتے ہیں:

”یہ لفظ عربی زبان سے اردو میں آیا ہے اس کے اصل معنی ہیں درخت کو کاٹ

چھانٹ کر سنوارنا اور علم و ادب کے ذریعے اخلاق و کردار درست کرنا اور

شائستہ کرنا“۔ (3)

فیروز اللغات اردو میں ہے کہ ”تہذیب کے معنی شائستگی و خوش اخلاقی کے ہیں“۔ (4)

آکسفورڈ ڈکشنری میں اس کے معنی درج ذیل ہیں:

انگریزی میں تہذیب کے لئے Civilization کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

Civilization کے دو معنی ہیں:

1. An advanced stage of system of social development.
2. People or nation regarded as an element of social evaluation. (5)

اصطلاحی معنوں میں کسی معاشرے کی با مقصد تخلیقات اور سماجی اقدار کے نظام کو تہذیب

کہتے ہیں۔

بقول سید سبط حسن:

”تہذیب معاشرے کے طرز زندگی اور طرز فکر و احساس کا جوہر ہوتی ہے۔

چنانچہ زبان، آلات و اوزار، پیداوار کے طریقے، سماجی رشتے، فنون لطیفہ، علم و

ادب، خاندانی تعلقات وغیرہ سب تہذیب کے مختلف مظاہر ہوتے ہیں“۔ (6)

درج بالا تعریفات سے تہذیب کے لغوی اور اصطلاحی معنی واضح ہوئے ہیں۔ اب ہم

دیکھتے ہیں کہ اسلامی تہذیب سے کیا مراد ہے۔ اس سلسلہ میں سید ابوالاعلیٰ مودودی رقم طراز ہیں:

”لوگ سمجھتے ہیں کہ کسی قوم کی تہذیب نام ہے اس کے علوم و آداب، فنون

لطیفہ، اطوار و معاشرت، انداز تمدن اور طرز سیاست کا مگر حقیقت میں یہ نفس

تہذیب نہیں ہے یہ سب باتیں تہذیب کے نتائج اور مظہر ہیں۔ ان سب کو چھوڑ کر ہمیں ان کی روح تک پہنچنا چاہئے۔ تہذیب کے درج ذیل پانچ عناصر ترکیبی ہیں۔ (۱) دنیوی زندگی کا تصور (۲) زندگی کا نصب العین (۳) عقائد و افکار (۴) تربیت افراد کے اصول (۵) نظام اجتماعی کے اصول۔ (7)

درج بالا پانچ عناصر کے تصور سے تہذیب بنتی ہے اور ان کے بدلنے سے تہذیب بدل جاتی ہے۔

ڈاکٹر خالد علوی کے بقول:

”اسلامی تہذیب دراصل روشنی کا مینار ہے۔ اس تہذیب کی بنیاد ظن و تخمین کی بجائے علم و یقین پر ہے، تصور رسالت سے اسلامی تہذیب کو پائیداری نصیب ہوتی ہے اور درحقیقت کسی بھی تہذیب کے لئے جاندار روح صرف تصور رسالت ہی ہو سکتی ہے۔ اللہ نے نبی پاکؐ کو آخری نبی بنا کر بھیجا تو اسلامی تہذیب کو آخری زندہ تہذیب بنایا۔“ (8)

### ثقافت کا معنی و مفہوم

عربی میں ثقافت کا لفظ درج ذیل مفہوم کے لئے آتا ہے:

”ثقفا و ثقافة صار حازقاً خصيفاً فهو ثقف و ثقف و ثقيف“ (9)

ابن منظور ثقافت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

”ثقف الشيء ثقفاً و ثقافاً و ثقوفة جذقة“ (10)

اردو میں ثقافت کا لفظ درج ذیل معنوں میں آتا ہے:

”عقل مند ہونا، نیک ہونا، تہذیب، کلچر“۔ (11)

اردو تالیفات و اصطلاحات میں کلچر کا لفظ درج ذیل معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

”کاشتکاری، کسی چیز کو ترقی دینا، تعلیم و تربیت، کسی قوم کی تہذیب و ثقافت“۔ (12)

انگریزی میں ثقافت کے لئے لفظ Culture استعمال ہوا ہے۔ انگریزی لغت میں کلچر کے معنی اس طرح ہیں:

1. Worship.
2. The action and practice of cultivation.
3. The cultivation of rearing of plant or crop. (13)

Encyclopedia of Americana میں Culture کی تعریف اس طرح ہے:

"Culture- to describe the distinctive human moded of adopting to the environment modling nature to conform to mans desires and goals". (14)

ڈاکٹر سید عبداللہ کے بقول:

”ثقافت کلچر کا سب سے معروف اور مروج اردو متبادل لفظ ہے، عربی کا یہ لفظ ث-ق-ف کے مادے سے ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں پالینا، سیدھا کرنا وغیرہ، کلاسیکل عربی ادب میں ثقافت کا لفظ موجودہ کلچر کے معنی میں شاذ ہی استعمال ہوا ہے۔“ (15)

ڈاکٹر نصیر احمد کے نزدیک:

”ثقافت انسان کے جمالیاتی شعور کی بیداری اور اس کی اپنی فطری آرزوئے حسن کو پورا کرنے کی حسین و بوقلموں کوششوں اور ان کے حاصل سے عبارت ہے۔“

مزید لکھتے ہیں کہ ”اردو میں مخصوص ثقافت کی اصطلاح کے ساتھ ایک عبرت ناک حادثہ پیش آیا ہے کہ وہ اپنے معانی کی رفعت و وسعت سے محروم ہو کر محدود مفہوم میں استعمال ہونے لگی اور مدرسہ سے نکل کر نگارخانے میں چلی گئی۔ اس سے عموماً قص و سرود، تمثیل نگاری، فنکاری وغیرہ مراد لی جاتی ہے۔ اسی طرح اس کے معنوں کی جولا نگاہ سمٹ کر فنون لطیفہ تک محدود ہو گئی ہے۔ اسلام دشمن ابلبسی

قوتوں نے مسلمانوں کو فکری و عملی طور پر گمراہ کرنے کے لئے ایک سوچے سمجھے عالمگیر منصوبے کے تحت ثقافت کے مفہوم کو محدود بنایا۔“ (16)

### تہذیب و ثقافت میں فرق

اکثر اوقات تہذیب و ثقافت اکٹھے بولے جاتے ہیں اور ان سے ایک ہی مطلب لیا جاتا ہے لیکن ان کے معنوں میں بہت فرق ہے۔ جس کو محققین نے یوں واضح کیا ہے:

’تہذیب سے بالعموم سماجی اور معاشرتی ارتقاء مراد ہوتا ہے جس کے اکثر مظاہر مادی ہوتے ہیں جبکہ ثقافت فکری نشوونما اور ارتقاء کو کہتے ہیں۔‘ (17)

تہذیب مادی زندگی کی ٹھوس اور حقیقی ترقی و مدارج کی مجموعہ ہے۔ یہ ظاہری زندگی سے بحث کرتی ہے۔ جبکہ ثقافت ذہنی و روحانی خواہشات کی تسکین کا نام ہے۔ یہ غیر مرئی ہے اس کا حصول انتخابی ہے اس سے صرف مخصوص حلقہ کے افراد استفادہ کر سکتے ہیں۔ (18)

### مسلم تہذیب و ثقافت

مسلم تہذیب و ثقافت کا سنگ بنیاد دینیوی زندگی کا یہ تصور ہے کہ انسان کی حیثیت اس زمین پر جمادات کی سی نہیں اور نہ ہی وہ حیوان محض یا سو فیصد افکار و معاملات میں خود سر اور آزاد ہے۔ بلکہ وہ زمین پر ایک پروگرام کے تحت خلیفہ بنا کر اتارا گیا ہے اسی تصور کے نتیجے میں انسانی زندگی کا نصب العین یہ ہے کہ وہ اپنے خالق اور آقا کی خوشنودی حاصل کرے۔ اسلامی تہذیب و ثقافت نہ عربی ہے نہ ایرانی اور نہ وہ نسلی ہے۔ اسلامی تہذیب و ثقافت خالص قرآنی تہذیب ہے۔ اسلامی تہذیب سے مراد وہ تہذیب و ثقافت ہے جو مسلمانان عالم نے مختلف ادوار میں مختلف علاقوں میں اپنائی ہے۔ چونکہ رنگ و نسل، وقت اور علاقہ میں تفاوت کی وجہ سے اس کے مختلف ادوار میں مختلف مظاہر ہمیں تاریخ میں ملتے ہیں، جس سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اسلامی تہذیب و ثقافت اختلاف و اتحاد کی جامع ہے۔

بنیادی اور عقیدے کے اتحاد اور فروعی و عملی اختلاف کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اسلامی تہذیب و ثقافت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ الف سے لے تک ہر بات میں غیر مسلم ثقافت

سے جدا ہو۔ کچھ چیزیں مشترک ہوں گی اور کچھ جدا گانہ تہذیب ہوں گی۔ اسلام دوسری ثقافتوں میں صرف اتنا دخل دیتا ہے کہ جوئی اور مفید بات ہو اسے قبول کر لیا جائے جو مضر ہو اسے ترک کر دیا جائے۔ ان شرائط کے ساتھ جس ملک و قوم میں جو بھی ثقافت ہے وہ اسلامی ثقافت ہی کہلائے گی۔

### فنون لطیفہ

اردو لغت میں فن کا مفہوم ہے (۱) ہنر، کاری گری، گن (۲) مکر، فریب۔ اس کی جمع فنون ہے۔ بنیادی طور پر یہ عربی کا لفظ ہے۔ اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لطیف، کا اردو لغت میں معنی ہے (۱) نازک، نرم (۲) صاف، شفاف (۳) پاکیزہ۔ بطور صفت یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ (19)

اصطلاحی طور پر انسان اپنے جمالیاتی ذوق کے فطری تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے جو مختلف طریقے اختیار کرتا ہے وہ فنون لطیفہ کہلاتے ہیں۔ فنون لطیفہ کسی بھی ثقافت کا اہم ترین جزو ہوتے ہیں۔ فنون لطیفہ دراصل صنعتوں کی وہ اعلیٰ ترین شکلیں ہیں جنہیں انسان کے ذوق محنت اور اولوالعزمی نے صنعتوں سے الگ اور ان سے برتر مرتبہ دے دیا ہے۔ صنعتوں کے وجود میں آنے کا مقصد تو انسان کی مادی ضروریات پورا کرنا اور اسے سہولت فراہم کرنا تھا۔ جبکہ فنون لطیفہ کے وجود میں آنے کا مقصد انسان کے طبعی ذوق کی تسکین تھی۔ شاعر نے موزوں الفاظ کے ذریعہ سے اپنی کیفیت بیان کی۔ موسیقار نے دل کی بات ساز و آواز کے ذریعہ سے کہی۔ مصور نے رنگ اور برش کی زبان میں بات کی۔ بیان اور اظہار کا یہ اسلوب انسان کے ذوق کو بہت بھایا۔ یہی وجہ ہے کہ فن انسان کے ہاں بہت مقبولیت حاصل کر گئے۔ انسان کی طبیعت میں شروع ہی سے حسن کی طلب اور تخلیق کی امنگ پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی ضرورت کے لئے جو کچھ بھی بنایا خوبصورت اور موزوں بنایا۔ یہ احساس جمال ہی پروان چڑھ کر چند ایک فنون کی شکل اختیار کر گیا اور ان کو فنون لطیفہ کہا جانے لگا۔

زیر نظر مقالہ میں اس امر کا جائزہ لیا جائے گا کہ آیا فنون لطیفہ میں بذات خود کوئی خامی ہے یا یہ قابل ستائش ہیں اور انسان کے لطیف جذبات کو تسکین بخشنے اور ارتقاء دہنی میں اس کی مدد کرتے ہیں، اس کے علاوہ اس امر کا بھی جائزہ لیا جائے گا کہ مسلم تاریخ کے مختلف ادوار میں یہ کن کن صورتوں میں موجود

ہے۔ نیز قرآن و سنت میں فنون لطیفہ کی کیا حیثیت ہے نیز موجودہ دور کے فنون لطیفہ کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ مقالہ میں فنون لطیفہ کے زمرے میں موسیقی، مصوری، ڈرامہ اور رقص کے بارے میں تفصیلاً لکھا جائے گا جبکہ شعر و شاعری اور عمارت کی تزئین و آرائش کے بارے میں ضمناً لکھا جائے گا۔

### فنون لطیفہ کی حیثیت

فنون لطیفہ کے حوالہ سے جب ہم مذہب کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ مذہب فنون لطیفہ کو فنون قرار دیتے ہوئے ان کے بارے میں بس ان کے استعمال ہی کے حوالہ سے حکم لگاتا ہے۔ فنون لطیفہ کی اپنے استعمال کے حوالہ سے تین ممکنہ صورتیں ہو سکتی ہیں۔

اول:

انسان ان فنون کو خدا کے لئے خاص کر دے۔ اس صورت میں یہ عبادت بن جاتے ہیں۔ داؤد علیہ السلام جب دامن کوہ میں بیٹھے خدا کے نغمے الاپتے تھے تو اس میں انسان کا وہی طبعی ذوق تھا جو فنون لطیفہ کی شکل میں اپنا ظہور کرتا ہے۔ نعمات داؤد خدا کی حمد اور مناجات پر مشتمل تھے۔ اس بنا پر اللہ نے پرندوں کو حکم دیا:

وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا طِيبًا لِّأَبِي أَوْبَىٰ مَعَهُ وَالطَّيْرَ (20)

”اور بے شک ہم نے اپنے ہاں سے داؤد کو بڑا فضل عطا کیا تھا۔ (اور یہ حکم دیا کہ) اے پہاڑو! تسبیح و مناجات میں اس کا ساتھ دو اور (یہی حکم دیا تھا) پرندوں کو بھی“۔

تصاویر و تماثیل کے حوالہ سے آپ ہیگل سلیمانی میں موجود تماثیل کو دیکھئے۔ قرآن مجید میں ان تماثیل کا ذکر بہت مثبت انداز میں کیا گیا ہے۔ قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ یہ تماثیل اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام کے حکم سے بنائی گئی تھیں۔ ارشاد باری ہے:

يَعْمَلُونَ لَكَ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَمَاثِيلَ (21)

”وہ (جنات) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے محرابیں اور تماثیل بناتے تھے“۔ عبادت کے حوالہ سے فنون لطیفہ کے ایک اور استعمال کو دیکھیں۔

نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا:

زینوا القرآن باصواتکم (22)

”قرآن کو عمدہ آواز میں پڑھا کرو“۔

عمدہ آواز کو موسیقیت سے ہی تشبیہ دی گئی ہے۔

دوم:

فنون لطیفہ کے استعمال کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انسان ان کو حد جواز میں رہتے ہوئے محض حظ (لطف) اٹھانے کے لئے استعمال کرے۔ دین میں فنون لطیفہ کی یہ صورت مباح ہے جیسا کہ عید اور شادی بیاہ کے موقع پر حضورؐ کی موجودگی میں دف بجائی گئی تو آپؐ نے اس کو نہ صرف گوارہ کیا بلکہ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان بچیوں کو دف بجانے سے منع کیا تو آپؐ نے ابو بکرؓ کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

سوم:

فنون لطیفہ کے استعمال کی تیسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ انسان انہیں حدود اللہ سے متجاوز ہو کر برتے یا ان فنون سے شیطان کی اطاعت اور اس کی خدمت پیش نظر ہو تو ظاہر ہے کہ دین فنون لطیفہ کے اس استعمال کو گوارا نہیں کرتا۔

چنانچہ جب تصاویر اور تماثیل ایمان و اخلاق کی بربادی کا ذریعہ بنیں۔ ان کے ذریعہ معاشرہ میں جنسی انار کی پھیلائی جائے آلات موسیقی شیطان کی خدمت کا وسیلہ قرار پائیں اور موسیقی کے نام پر معاشرے میں بے راہ روی پھیلائی جائے۔ عمارات کی شان و شوکت طبیعت میں سرکشی کا باعث بنے، شعر و شاعری حق و باطل کی تمیز کئے بغیر ہر وادی میں سرگردانی کی راہ بن جائے تو مذہب ان پر قدغن لگاتا ہے پھر وہ کسی کو حرام اور کسی کو مکروہ قرار دیتا ہے۔ مذہب فی نفسہ فنون لطیفہ کو پسند کرتا ہے جب تک وہ شر، فتنہ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کا باعث نہ بنیں۔

مسلم تاریخ کے مختلف ادوار میں فنون لطیفہ کی موجودگی:

اسلامی فن وہ فن ہے جو ان ممالک کے ثقافتی عمل، ردعمل اور مشترکہ ضروریات نے تشکیل



کیا، جہاں اسلام کو غالب مذہب کی حیثیت حاصل ہوئی۔ ان میں سے بیشتر ممالک اس صحرائی نخلستان میں واقع ہیں جو وسط ایشیا سے مغربی ترکستان، افغانستان، بہار، بنگال، انڈونیشیا، ایران، ترکی، عرب، شام اور مصر سے لے کر مراکش اور شمالی سوڈان تک پورے شمالی افریقہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس میں عارضی طور پر بعض ہمسایہ ممالک بھی شامل رہے۔

مسلمانوں کے فن میں دو بڑے اسلوب ایک دوسرے سے ممیز کئے جاسکتے ہیں۔ ایک تو عربی تہذیب کے ممالک میں ملتا ہے اور دوسرا ان ممالک میں جہاں ایرانی اور ترکی روایات و رجحانات غالب رہے۔ بہر حال یہ فرق صرف انداز کا ہے یا بعض رسمی روایات اور جمالیاتی تاثرات کا، کیونکہ پوری دنیائے اسلام میں نئے تصورات اور اسلوب ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ فنی ارتقاء کا تعین سیاسی تاریخ کے ہاتھوں و ہیں ہوا جہاں عموماً بعض جنگجو قبائل نے وسیع سلطنت قائم کی۔ نئی سلطنت کے قیام کے ساتھ بعض اہم عناصر کی ترکیب سے ایک نیا فن تخلیق ہوتا اور اس سلطنت کے قوت و عروج کے عہد میں ایک مخصوص اسلوب میں ڈھل جاتا تھا۔

اہم ترین اسلوب حسب ذیل ہیں:

### خلافت راشدہ

چونکہ عموماً تمام قدیم عمارات نیز ان کے سامان آرائش کی مکہ، مدینہ، کوفہ، دمشق، فسطاط، قیروان وغیرہ میں کچھ عرصہ بعد تجدید ہو گئی تھی لہذا ان کے بارے میں ہمیں زیادہ تر ایسی کتابی شہادتوں پر انحصار کرنا پڑتا ہے جو بہت اختلافی ہیں۔

### اموی و عباسی فن:

سنگی عمارات، ستون پر گول محرابیں، ستون جو رومی معبدوں اور مسیحی کلیساؤں کے ہیں۔ عباسی فن تقریباً 750ء سے مغلوں کی فتح یعنی 1258ء تک، لیکن دسویں صدی سے یہ سلجوقی اثر کے باعث زیادہ سے زیادہ متغیر ہوتا چلا گیا۔ مغربی اموی اور اندلسی فن کی بنیاد اموی خلفاء کے دور میں 1031ء میں رکھی گئی اور اس نے مزید ترقی بعد کے شاہی خانوادوں کے عہد میں پائی۔ ترقی کے یہ مراحل اندلس میں پندرہویں صدی تک طے ہوتے رہے۔ اہم ترین اموی یادگاروں میں اندلس میں

قرطبہ کی جامع کبیر، مدینۃ الزہراء اور الامیریہ کے محلات کے کھنڈر شامل ہیں۔ فاطمی فن جو کہ Egypt اور شام میں 953ء سے 1171ء تک اموی اور عباسی فنون کا لطیف امتزاج اور مزید ارتقاء ہوا۔ اہم ترین یادگاروں میں جوامع الازہر، الحاکم، الاقمر شامل ہیں۔ آل بویہ، سامانیوں، غزنویوں اور غوریوں وغیرہ کے عہد میں نویں سے گیارہویں صدی تک ساسانی روایت کا احیاء ایران، عراق اور ترکستان میں ہوا اور آخری دور میں عباسی اسلوب میں مدغم ہو گیا۔

مغل اور تیموری فن جو کہ 1253ء سے 1571ء تک کے دور میں رہا، اس میں ایرانی فن کو انتہائی عروج حاصل ہوا۔ مصوری پر شروع شروع میں وسط ایشیائی اور چینی اثرات کا غلبہ رہا اور پھر اس میں ایک نیا خطاطی کا سا آہنگ، جسے بہرہ نے حقیقت پسندی سے روشناس کرایا۔

مجموعی طور پر گیارہویں اور سترہویں صدی کے اوائل کا زمانہ مسلمانوں کے فن کے دور کا زریں دور قرار دیا جاسکتا ہے۔ ساخت کی صفائی اور معقولیت میں وہ سب پر سبقت لے گیا۔ تنوع اور حسن کے اعتبار سے مسلمانوں کے نقش و نگار بے مثال ہیں۔ فن کوزہ گری اور پارچہ بانی میں صرف ایک چینی فن ہے جو اس سے ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جہاں تک مصوری کا تعلق ہے پندرہویں صدی سے سترہویں صدی تک حیرت انگیز شاہکار وجود میں آئے۔ سولہویں صدی میں جلد سازی اور قالین بانی اور شیشے کے کام کو فروغ ملا۔ (23)

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں بعض فنون کیوں فروغ پذیر نہ ہوئے؟ یا اس کی حوصلہ شکنی کیوں ہوئی۔

ظاہر ہے کہ دنیا میں ہر تہذیب کا ایک مزاج ہوتا ہے۔ وہ خاص مزاج ذوق کے بعض میلانات کا شائق اور بعض سے بیزار ہوتا ہے اور یہ سب کچھ ان عقائد کے تابع ہوتا ہے جو کسی تہذیب میں رواں دواں ہوتے ہیں۔ بعض تہذیبوں میں موسیقی کو سب سے بڑا فنی مظہر سمجھا گیا ہے۔ بعض تہذیبوں میں مجسمہ سازی اور بت تراشی کو اہمیت دی گئی ہے اور بعض میں تعمیر کو افضل قرار دیا گیا ہے۔ غرض فنون کی درجہ بدرجہ شغف یا عدم شغف ہر تہذیب میں نظر آتا ہے۔ یہی فنون کی تمدنی بنیاد اور تہذیبی منطق ہے۔ اس کی رو سے مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی کسی خاص فن میں سست روی کا مظاہرہ

کیا تو وہ اس تہذیبی منطق کے مطابق کیا ہے۔ جو فن ان کے عقیدہ توحید سے ٹکراتا تھا اس سے انہوں نے اجتناب کیا۔

اسلام کے نزدیک ثقافت انسان سے تعلق رکھتی ہے اور ثقافت انسان کی تخلیق ہے اور اس کے تخلیقی عمل کی غایت اپنے جمالیاتی تقاضوں اور آرزوئے حسن کی تسکین ہوتی ہے۔ اسلام چونکہ فطرت اللہ اور فطرت انسانی کی آرزوئے حسن ہے لہذا وہ اپنے تابعین کو اپنی فطرت صحیحہ کی سچی آرزوؤں اور تقاضوں کے مطابق تخلیقی فکر اور جمالیاتی فعلیتوں کی آزادی دیتا ہے۔ لیکن خود انسان مادی اور روحانی مفادات کی خاطر اسے ایسی فعلیتوں کی اجازت نہیں دیتا جو فطرت انسانی کی سچی آرزوئے حسن اور حقیقی تقاضوں سے متعارض ہوں۔ اسلام نے نہ تو کبھی غیر فطری ثقافتی فعلیتوں کی مفاہمت کی ہے اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ (24)

مسلمانوں کا شاعری اور مصوری میں خاصہ حصہ ہے اور یہ زیادہ تر آرائش کتاب یا عام آرائش سے متعلق ہے۔ تاہم عام مصوری کا فن بھی محروم نہیں رہا۔ مسلمانوں میں مصوری کی کتابی صورت Miniature Painting کو خاص فروغ ہوا۔

موسیقی بطور علم اور بطور فن مسلمانوں میں ہمیشہ موجود رہی ہے۔ کبھی ترتیل میں، کبھی نعت اور توالی میں، کبھی سماع میں، اور بڑے وسیع پیمانے پر ایک منضبط ریاضیاتی علم کے طور پر موجود رہی ہے۔ کئی مسلمان اکابر نے اس فن پر کتابیں لکھی ہیں اور ابن خلدون نے اسے صناعت شریف قرار دیا ہے۔ موسیقی ایک بڑی قوت ہے جس سے انسانی سیرت طاقت بھی حاصل کر سکتی ہے اور ضعف مرگ بھی۔ اسے اگر صحیح ماحول میں اعمال شریعہ میں صرف کیا جائے تو عبادت کی جان بن سکتی ہے اور اگر ان لوازم کے ساتھ محض تہنچ نفس کا ذریعہ بن جائے تو ہلاکت خیز ہے اور دنیا کے تمدنی تجربے اس پر گوارہ ہیں۔ فن منبع کے اعتبار سے شخصی سہی مگر مخاطب کے لحاظ سے سوشل سلسلہ عمل ہے۔ لہذا اسے سوسائٹی میں قوت حیات اور اس کے لطیف احساسات کی نگہداشت کرنی چاہئے۔ اسے نفس کی تطہیر و ترفع کا وسیلہ بننا چاہئے نہ کہ حیوانیت کا۔

ڈرامے کے حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ پرانے مسلمانوں نے اس کی حوصلہ افزائی نہیں

کی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے جو علامہ اقبال نے بتائی ہے کہ اس میں خود کو غیر خود کا قائم مقام بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور یہ تقاضا شرف خودی کے خلاف ہے۔ بہر حال جو بھی وجہ ہو یہ امر واقعہ ہے کہ ڈراما مسلمانوں کی فنی روایت کا حصہ نہیں بنا۔ وہ معانی جو مسلم اہل فن کے مد نظر رہے ان میں لامحدودیت وحدت کثرت کے علاوہ راستی تناسب اور مغیرات کا تصور بھی غالب تھا۔ اس کے علاوہ اس کا ایک سماجی پہلو تھا جس میں اللہ کے بعد انسان اور اجتماع کے جذبہ خیر و صداقت کو ہر وقت مد نظر رکھا جاتا تھا۔

اصول فن پر لکھنے والے مسلم ماہرین، فن کے سرچشموں کی بحث بھی اٹھاتے ہیں۔ ان میں فیض ازلی سب کے نزدیک مسلم ہے۔ اسی وجہ سے شاعر کو تلمیذ ربانی کہا گیا ہے۔ ابوالفضل، خطاط اور مصور کو مکتب علم لدنی کا فیض یافتہ کہتا ہے اور اس لئے مصور اور ادیب کی 'نیا زمندی ہر دوام، کو ضروری سمجھتا ہے۔ شیرخان لودھی 'تذکرہ مرآة الخیال' میں مصور کو معنی 'حقیقت' کا راہنما قرار دیتا ہے۔ (25) **مغل اور تیموری فن:**

فتح منگول کے جلو میں تباہی ہوئی لیکن جلد ہی بحالی ہو گئی اور اس شدید جولانی کے دور میں ایرانی فن انتہائی عروج کو پہنچ گیا۔ مصور پر شروع شروع میں وسط ایشیائی اور چینی اثرات کا غلبہ رہا اور پھر اس میں ایک نیا خطاطی کا سا آہنگ آ گیا۔ جسے بہزاد نے حقیقت پسندی سے روشناس کرایا۔ **صفوی اور ازبک فن:**

سولہویں صدی سے اٹھارویں صدی کی ابتدا تک زیادہ تر تیموری روایات کے زوال کا مظہر ہے۔ جس میں ابتدا ضرورت سے زیادہ نفاست و نزاکت پر زور اور پھر انتشار آ جاتا ہے۔ پارچہ بانی، قالین بانی اس دور میں ہوئی۔ مصوری میں غیر صحت مند عشقیہ مناظر کی افراط آرائشی فن میں انتہائی تکلف آمیز، لیکن بے جان زیبائش کی ریل پیل ہے۔ **ہندی مسلمانوں کا فن:**

1296ء سے انیسویں صدی کی ابتدا تک اول اول اس کی اساس غزنوی و غوری اور پھر سلجوقی اسلوب پر قائم ہوئی جو پندرہویں بلکہ سولہویں صدی تک باقی رہا۔ تیموری فن کے اثرات

چودھویں صدی کے اواخر اور دکن میں پندرہویں صدی میں ظاہر ہوئے۔ دوسری طرف ہندو فن تعمیر کی جزئیات 'ستون، دیوار گیریاں، چھجے، منڈیر والی چھتیں، داخل ہوتی رہیں۔ اس وقت کے مصوری ایرانی اور ہندی خصوصیات سے مرکب ہے۔ مغل فن پہلے پہل ہرات اور عہد صفوی کے ایران سے یہاں پہنچا۔ اکبر اور جہانگیر کے عہد میں یہ ابتدائی ہندی، اسلامی اور متاخر ہندو اوضاع کا امتزاج ہوا۔ خاص مغل اسلوب نے شاہ جہاں اور اورنگ زیب کے دور میں ترقی پائی۔

عثمانی ترکی فن:

[چودھویں صدی سے انیسویں صدی تک]

دراصل اشیائے کوچک میں اس کا ارتقاء سلجوقی فن سے ہوا، پھر کلیسائی طرز کو مساجد میں ڈھالا گیا۔ غیر مذہبی عمارات میں ایرانی اور مملوک عناصر کی آمیزش تھی۔ مصوری میں زیادہ تر ایرانی اسلوب میں حسب ضرورت ترمیم کر لی گئی۔ اس طرح صنعتی فن میں بھی ایران، شام اور مصر پر انحصار کیا گیا۔ لیکن رنگوں کی آمیزش مختلف طریقے سے کی گئی اور علامتی نقوش بھی جدا گانہ تھے۔ سترہویں صدی سے یورپی فن کا اثر بڑھتا گیا۔

مجموعی طور پر گیارہویں صدی اور سترہویں صدی کے اوائل کے درمیان کا زمانہ مسلمانوں کے فن کا دور زریں قرار دیا جاسکتا ہے۔ ساخت کی صفائی اور معقولیت میں وہ سب پر سبقت لے گیا۔ تنوع اور حسن کے اعتبار سے مسلمانوں کے نقش و نگار بے مثال تھے۔ فن کوزہ گری اور پارچہ بانی میں صرف ایک چینی فن ہے جو اس سے ہمسری کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ جہاں تک مصوری کا تعلق ہے، پندرہویں صدی سے سترہویں صدی تک حیرت انگیز شاہکار وجود میں آئے۔ دہات کا کام تیرہویں سے پندرہویں صدی تک عراق، شام اور مصر میں اور شیشے کا کام فاطمی اور مملوک دور میں فروغ پذیر ہوا۔ (26)

قرآن و سنت کی روشنی میں فنون لطیفہ کی حیثیت

فنون لطیفہ کی مختلف قسموں کو مرحلہ وارد دیکھتے ہیں کہ ان کے متعلق قرآن و سنت اور محققین

علماء اسلام کی رائے کیا ہے۔

## موسیقی:

موسیقی یونانی زبان کا لفظ ہے۔ عربی، فارسی اور اردو میں بھی اس لفظ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ لغت میں اس کا مفہوم کچھ یوں ہے۔

موسیقی گانے بجانے کا علم۔ (27) موسیقی راگ یا گانے بجانے کا علم۔ (28)

عربی کی مشہور لغت ’الرائد‘ میں جبران مسعود لکھتے ہیں:

”الموسیقی فن تالیف الحسان و توزیضاً و ایقاعها و الغناء

والتطریب“ (29)

موسیقی آوازوں کو جوڑنے ان کو تقسیم کرنے اور گانے بجانے کا علم ہے۔ عربی میں گانے کو غناء کہا جاتا ہے جو ترنم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی میں موسیقی کے لئے لفظ Music استعمال ہوتا ہے۔ جس کا مفہوم ہے:

An arrangement of sounds that pleases the ear. (30)

ایسی آوازوں کا ربط جو کانوں کو خوشگوار لگے۔

موسیقی کی حلت و حرمت اور اس کے مباح اور غیر مباح ہونے کا مسئلہ آج تک متنازع رہا ہے۔ فریقین کے پاس اپنے اپنے دلائل ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ عمدہ آواز عطیہ خداوندی ہے۔ قرآن حکیم میں کسی جگہ سماعی جمالیات یعنی نغمہ و موسیقی کا ذکر نہ نفاً ہے اور نہ اثباتاً البتہ بعض احادیث میں گانے (موسیقی) کا ذکر موجود ہے۔ چند ایک پیش خدمت ہیں۔

(۱) عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت دخل علی رسول اللہ

وعندی جاریتان تفتینان بکلناء بعث فاضطجع علی الفراش

وحول وجہہ ودخل ابوبکر فانتھونی وقال مزمارۃ الشیطان عند

النبی فاقبل علیہ رسول اللہ فقال دعہما فلما دخل غمزتہما

فخر جتا وکان یوم عید (31)

”حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ میرے پاس تشریف لائے اس

وقت دو بچیاں میرے پاس بیٹھی جنگ بعاث کے گیت گارہی تھیں۔ حضورؐ بستر پر لیٹ گئے اور دوسری طرف منہ پھیر لیا اتنے میں ابو بکرؓ آ گئے انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا یہ شیطانی راگ حضورؐ کے سامنے؟ آنحضرتؐ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ان دونوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو جب ابو بکرؓ دوسرے کاموں میں لگے تو میں نے دونوں کو باہر نکال دیا یہ عید کا دن تھا۔“

(۲) عن بریدة رضى الله عنها قالت خرج رسول الله في بعض مغازية فلما انصرف جاءت جارية سوداء فقالت يا رسول الله انى كنت نذرت ان ردك الله سالماً ان ضرب بين يديك بالدف واتغنى قال لما ان كنت نذرت فاضربى والا فلا فجملت تضرب فدخل ابوبكر وهى تضرب ثم دخل على وهب تضرب ثم دخل عثمان وهى تضرب ثم دخل عمر فالقت الدف تحت استهات ثم قصدت عليه فقال رسول الله ان الشيطان ليغاف منك يا عمر (32)

”حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کسی غزوہ کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لے گئے جب واپس لوٹے تو ایک سیاہ فام باندی آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی یا رسول اللہؐ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو صحیح سلامت واپس لے آئے تو آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں گی حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تو نے منت مانی تھی تو بجالے ورنہ رہنے دے چنانچہ باندی نے دف بجانا شروع کیا اتنے میں ابو بکرؓ آئے وہ دف بجاتی رہی پھر علیؓ آئے تو بھی وہ دف بجاتی رہی پھر عثمانؓ آئے تو بھی وہ دف بجاتی رہی پھر عمرؓ داخل ہوئے تو اس نے دف اپنی سرہن کے نیچے رکھ لی اور اس پر بیٹھ گئی (چھپالی) حضورؐ نے فرمایا عمرؓ تم سے شیطان ڈرتا ہے۔“

(۳) ان امرأة جاءت الى النبي فقال يا عائشه فصرفين هذه قالت

لا قال هذه قنية بنى فلان تجين ان تضنيك قالت نعم فاعطاها طبقاً  
فغنتها فقال له نفع الشيطان فى منحريها (33)  
”ایک عورت حضورؐ کے پاس آئی آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا اے  
عائشہؓ سے بچپانتی ہو؟ عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ فلاں قبیلہ کی مغنیہ ہے  
کیا تم اس کا گانا سننا چاہو گی؟ عرض کیا جی ہاں۔ آپؐ نے اس عورت کو ایک  
طباق دیا اس نے گانا گایا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا شیطان نے اس کے نتھوں  
میں پھونک ماری ہے۔“

(۴) عن محمد بن حاطب قال قال رسول الله فصل بين  
الحلال والحرام الدف والصوف ورفع الصوف فى النكاح (34)  
”حضرت محمد بن حاطب سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا (نکاح)  
حلال اور حرام کاری کے درمیان فرق یہ ہے کہ نکاح پر دف بجایا جاتا ہے اعلان  
کیا جاتا ہے اور شور و غل ہوتا ہے۔“

حضورؐ کے دور میں باقاعدہ طور پر بطور فن تو موسیقی کا کوئی وجود نہیں ملتا البتہ انفرادی واقعات  
اس طرح کے موجود ہیں جن سے گانے کے حد جواز میں رہتے ہوئے سننے کا ذکر موجود ہے۔ عرب  
مورخین کا اس پر اتفاق ہے کہ اسلامی تاریخ کا سب سے پہلا مرد مغنی طویس نامی شخص تھا۔ باقاعدہ  
عربی موسیقی کی بنیاد عباسی خلفاء کے زمانے میں پڑی۔ اس کے بعد یہ بطور فن مسلمانوں کے ہاں بھی  
رائج رہی ہے۔

آلات موسیقی یا غناء کے جواز پر جو احادیث وارد ہیں ان سے موجودہ دور کے گانے  
بجانے کے پیشے کو بالکلایت جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ فقہاء کرام نے اس سلسلہ میں بڑی محنت سے جواز  
اور عدم جواز کی صورتیں واضح کی ہیں۔ وہ آلات موسیقی اور غنا جو باجماع امت حرام ہے اس کی درج  
ذیل تین صورتیں ہیں۔



اول:

وہ تمام موسیقی کے آلات جو کسی مفید مقصد کی بجائے محض ناچ رنگ اور لہو و لعب کے لئے بنائے جاتے ہیں اور ان سے لطف اندوزی کے لئے گانا ضروری نہ ہو بلکہ وہ گانے کے بغیر ہی کیف و مستی پیدا کریں جیسے ستار اور طنبور وغیرہ۔ قرن اول سے لے کر آج تک تمام امت کا ان آلات کی حرمت پر اجماع ہے خواہ نیت اور مقصد کچھ ہی کیوں نہ ہو۔

ثانی:

جو غنا کسی معصیت کا سبب بن جائے مثلاً فرائض و واجبات سے غافل کر دے یہ بھی باجماع حرام ہے۔

ثالث:

وہ غنا جس کے ساتھ کوئی منکر شامل ہو جائے بالا جماع حرام ہے۔ جیسے اجنبی عورتوں اور بے ریش لڑکوں سے گانے سننا یا فحش گوئی، بہتان تراشی اور غیرت پر مشتمل اشعار گانا۔ (35) مصوری:

لغت کی کتابوں میں مصوری کا مفہوم اس طرح ہے:

اصور صورہ: تصویر کھینچنا، شکل بنانا، المصوّر (ف): تصویر بنانے والا، آرٹسٹ، فوٹو گرافر۔ (36) اردو میں مصور کا معنی ہے تصویر بنانے والا، نقاش، رنگ آمیزی کرنے والا، بیل بوٹے بنانے والا۔ (37)

انگریزی میں مصور کا معنی ہے Picture, Painting, Draw۔ (38)

مصوری کی جدید فن کے اعتبار سے مختلف شکلیں ہیں جن میں سے اہم درج ذیل ہیں:

- 1- پینٹنگ Painting
- 2- واٹر کالر Water Colour
- 3- آئل پینٹنگ Oil Painting
- 4- پنسل ورک Pencil Work

5- مینا طوری Miniature

6- انکاسی تصور Modern Photography (39)

### قرآن حکیم اور تصاویر

حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق قرآن بتاتا ہے۔

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَمَاثِيلَ (40)

ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی نے اس آیت سے تصویر کے جواز پر استدلال کیا ہے۔ وہ مزید

لکھتے ہیں تصویر کے جواز پر صرف یہ آیت نہیں بلکہ مجوزین سورۃ آل عمران کی اس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔

إِنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا

يَا ذُنِ اللّٰهُ (41)

”میں تمہارے سامنے مٹی کے صورت شکل پرندہ بناتا ہوں پھر میں اس میں

پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا ہے۔“

نحاسی بھی کہتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت تصویر سازی کے عمل کو ان آیات کی وجہ سے

جائز کہتی ہے۔ (42)

### احادیث مبارکہ میں تصویر کا ذکر

(1) عن عائشةؓ انها كانت تلعب بالبنات عند رسول الله

وكانت تأتيني صواحيبي كلن ينقمهن من رسول الله قالت فكان

رسول الله يذهبن إليّ (43)

”حضرت عائشہؓ رسول اللہ کے گھر گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں آپ کی سہیلیاں

بھی آ جایا کرتی تھیں جب رسول اللہ تشریف لاتے تو حضرت عائشہؓ کی

سہیلیاں آپ کو دیکھ کر چھپ جاتی تھیں رسول اللہ پھر ان لڑکیوں کو حضرت

عائشہؓ کے پاس بھیج دیتے تھے۔“

(۲) ابو داؤد اور نسائی میں بھی حضرت عائشہؓ کی گڑیوں کا تذکرہ ہے:

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ غزوہ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس آئے تو حضرت عائشہؓ کی گڑیاں طاق میں رکھی ہوئی تھیں سامنے پردہ تھا وہ ہوا سے ہٹا تو حضورؐ کی نظر گڑیوں پر پڑی آپؐ نے پوچھا اے عائشہؓ یہ کیا ہے؟ کیا یہ میری گڑیاں ہیں؟ ان گڑیوں میں ایک گھوڑا بھی تھا جس کے پر بنے ہوئے تھے آپؐ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب میں حضرت عائشہؓ نے بتایا یہ گھوڑا ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ پروں والا گھوڑا؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ آپؐ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس ایک پروں والا گھوڑا تھا۔ اس پر رسول اللہؐ نے کہا کہ آپ کے دانت مبارک بھی نظر آنے لگے۔“ (44)

یہ واقعہ چھ یا نو ہجری کا ہے جب حضرت عائشہؓ کی عمر گڑیوں سے کھیلنے کی نہیں تھی۔ اس کے باوجود آپؐ نے ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔

(۳) جامع ترمذی کی روایت ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ بڑے فخر سے بیان فرماتی ہیں:

”رسول اللہؐ کے نکاح میں آنے سے پہلے جبرائیل امین ایک ریشمی رومال میں میری تصویر لے کر آنحضرتؐ کے پاس آئے اور کہا کہ یہ آپ کی زوجہ ہے۔“ (45)

(۴) طبقات ابن سعد کا ایک واقعہ بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ تصویر کی بالکل یہ حرمت اور عدم جواز کا نقطہ نظر سرت پر مبنی ہے ملاحظہ فرمائیں:

”محمد بن عقیل بیان کرتے ہیں کہ انہیں اپنے والد ابوطالب کی وفات پر ایک انگوٹھی ملی اس میں صورتیں بنی ہوئی تھیں۔ یہ اس انگوٹھی کو لے کر رسول اللہؐ کے پاس آئے تو رسول اللہؐ نے یہ انگوٹھی انہیں کو دے دی یہ انگوٹھی ان کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔“ (46)

(۵) الفاروق میں علامہ شبلی نعمانی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے لکھتے ہیں:

”حضرت سعد بن ابی وقاص کبار صحابہ میں سے ہیں رسول اللہؐ کی محبت میں

ایک طویل عرصہ گزارا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں انہیں کی قیادت میں ایران فتح ہوا۔ سعد بن ابی وقاص جب ایوان میں داخل ہوئے تو وہاں تصاویر لگی تھیں جن کو انہوں نے برقرار رکھا۔ (47)

قرآن حکیم کی سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 90 میں ”انصاب“ کے الفاظ سے مفسرین نے تصویر کی حرمت پر استدلال کیا ہے۔ اس کے علاوہ کئی احادیث بھی تصویر کی مطلقاً حرمت پر دال ہیں۔ (48) اس کے باوجود، بالکل تصویر کی حرمت کا فتویٰ مفتیان اکرام نہیں دیتے البتہ جاندار کی تصویر پر کئی اہل علم نے عدم جواز کی بات کی ہے اس میں بھی اضطراری حالت کو استثنیٰ میں رکھا ہے مثلاً کرنسی نوٹ، پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ کی تصاویر اس سے مستثنیٰ ہیں۔

علامہ عبدالرحمن الجزیری نے واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ تصویر شریعت کی نظر میں اس وقت حرام ہے جب کسی فاسد غرض کے لئے بنائی گئی ہو اگر مقصد تعمیر، تعلیمی یا اصلاحی ہو تو مباح ہیں۔ (49) فقہاء نے یہ واضح کیا ہے کہ احادیث کی وجہ سے جو تصویر ممنوع ہے جدید تصاویر جو ویڈیو میں ہوتی ہیں وہ اس بحث سے خارج ہیں کیونکہ ان پر تصاویر کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جن مناظر کو عام زندگی میں دیکھنا جائز ہیں وہ ویڈیو میں دیکھنا بھی جائز ہیں۔ (50)

پاکستان کی وفاقی شرعی عدالت میں یہ مسئلہ پیش ہوا تو اس کی تفصیل البلاغ میں چار اقساط میں چھپی اس مقدمہ کے ایک جج مولانا محمد تقی عثمانی تھے انہوں نے جو فتویٰ یا فیصلہ دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیث نبویہ کی رو سے تصویر بنانا اور رکھنا دونوں ناجائز ہیں البتہ جہاں شناخت کے مقصد کے لئے واقعی ضرورت ہو وہاں ضرورت کی حد تک تصویر بنانے اور اس کے استعمال کی اجازت ہے۔ (51)

## رقص

لغت میں رقص کا معنی و مفہوم کچھ اس طرح ہے:

رقص: رقصاً

۱. تنقل و حرك جسمه على ايقاع موسيقى او على الغناء.

۲. تنقل و مشى بتفكك و خلاعة

۳. اضطرب: فی الکلام (52)

رقص (ن) رقصاً: ناچنا، اضطراب کرنا۔

الرقاص: بہت ناچنے والا۔

الرقاصہ: رقص کی مؤنث۔

عربوں کے ایک کھیل کا نام ہے۔ (53)

اردو میں بھی اس کا مفہوم اس طرح ہی ہے ملاحظہ ہو:

رقص: ناچنا، مجرا۔

رقصاں: ناچنے والا، ناچنا کو دنا۔

رقاص: ناچنے والا شخص۔ (54)

انگریزی میں اس کے لئے Dance کا لفظ استعمال ہوا ہے جو اس معنی میں آتا ہے دیکھیں:

Dance (N) ناچ، رقص، محفل رقص، کم و بیش باقاعدگی سے اٹھاتے ہوئے قدموں اور

حرکات بدن کا ایک تواتر جو عموماً سرتال کی سنگت میں انجام پاتا ہے۔ (55)

خوشی کے موقع پر دھمال یا رقص حضور کے زمانہ میں بھی اہل عرب کا طریقہ تھا۔ قرآن و

حدیث میں اس کے متعلق کوئی واضح حکم حلت یا حرمت کا موجود نہیں ہے البتہ ایک واقعہ جس کو طبقات

ابن سعد میں روایت کیا گیا ہے اس کے جواز پر دال ہے۔ ملاحظہ ہو:

1- ایک بار حضرت حمزہ کی بیٹی بے گھر و پدھر پھر رہی تھی کہ حضرت علیؑ اسے اپنے گھر لے آئے۔

یہ صورت حال حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت زید بن حارثہ کو ناگوار گزری۔ انہوں

نے اپنا حق جتاتے ہوئے بلند آواز میں واپسی کا مطالبہ کیا۔ پاس میں حضورؐ استراحت فرما

رہے تھے۔ یہ شور سن کر آپؐ بیدار ہوئے اور حقیقت حال معلوم کی۔ حضرت علیؑ نے عرض

کی یہ میرے چچا حمزہ کی لڑکی ہے اس کی کفالت میرا حق ہے حضرت جعفر نے عرض کی یہ

میرے چچا کی لڑکی ہے ساتھ ہی اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت زید نے عرض

کی کہ یہ میرے منہ بولے بھائی کی بیٹی ہے اس کی کفالت میں کروں گا۔ حضورؐ نے حضرت

جعفر کے حق میں فیصلہ دیا کہ لڑکی کو خالہ کے پاس رہنا چاہئے کہ خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ اس پر خوش ہو کر حضرت جعفر رقص کرنے لگے۔

فقام جعفر فحجل حول النبى وار عليه فقال النبى ما هذا فقال

شيبى رأيت الحبشة يصنعونه بملوكه (56)

2- مراسیل باقر کے نام سے خاندانی روایت کا مجموعہ حضرت امام باقرؑ کا علامہ ابن حجر عسقلانی کے زیر مطالعہ رہا اس میں روایت ہے:

”حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں میرا بھائی جعفر اور زید بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپؑ نے زید سے فرمایا تم میرے آزاد کردہ اور چہیتے ساتھی ہو اس پر زید خوش ہو کر رقص کرنے لگ گیا۔ اس کے بعد آپؑ نے میرے بھائی جعفر سے فرمایا تمہاری صورت اور سیرت میرے مشابہ ہے۔ اس پر جعفر بھی خوش ہو کر رقص کرنے لگ گیا۔ پھر آپؑ نے میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا اے علیؑ! تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ چنانچہ آپؑ کے اس تمنغہ رسالت پر میں بھی رقص کرنے لگا“۔ (57)

3- حضرت انسؓ سے روایت ہے:

كانت الحبشة يزفون بين يدي رسول الله ويرقصون ويقولون

محمد بن صالح (58)

”حبشہ کے لوگ رسول اللہ کے سامنے پاؤں مار کر ناچتے اور الاپتے تھے کہ محمد اللہ کے صالح بندے ہیں“۔

4- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے ہم نے لڑکوں کا شور سنا حضورؐ نے کھڑے ہو کر دیکھا کہ ایک حبشی عورت تھرک تھرک کر گارہی ہے اور بچے اسے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں آپؐ نے عائشہؓ کو پکارا کہ آ کر دیکھو۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں آئی اور آ کر دیکھنے لگی۔ حضورؐ نے کئی بار پوچھا ابھی سیر نہیں ہوئی ہو میں اس خیال سے کہ دیکھوں کہ میری

کتنی خاطر منظور ہے ہر بار کہتی ابھی نہیں اتنے میں حضرت عمرؓ آئے تو لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ عمرؓ سے انس و جن کے شیاطین بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ حدیث الجامع الاصول میں ہے جس کے حاشیہ پر ترفن کی تشریح ہے کہ یتسر قاص و تضرب بالدف یعنی وہ عورت دف بجا بجا کر رقص کر رہی تھی۔ (59)

### صوفیاء کا رقص

اسلامی مشاہیر میں اہل سماع اور اہل رقص کی تعداد ہزاروں تک ہے۔ جس سے اس بات کا واضح پتہ چلتا ہے کہ شریعت میں رقص مباح ضرور ہے۔ (60)

لیکن یہ بات پیش نظر رہے کہ اس رقص کے جواز سے دلیل لے کر شہوانی رقص جو غیر محارم عورتیں مردوں کے سامنے کرتی ہیں اس کی اجازت مذہب نہیں دیتا۔

### ڈرامہ/تمثال

لغت میں اس کے درج ذیل معانی ہیں:

تمثال کا واحد تمثال ہے اس کا مادہ م۔ ث۔ ل۔ ہے۔

تمثال: پیکر صورت، فرمان شاہی۔

تمثیل: تشبیہ دینا، مثال، نظیر، مشابہت، ڈرامہ۔ (61)

لسان العرب میں ہے:

”تمثال نام ہے ہر اس مصنوعی چیز کا جو خدا کی بنائی ہوئی کسی چیز کے مانند بنائی گئی ہو“۔ (62)

جب بھی کسی عہد کے فنون لطیفہ کا ذکر ہوگا تو اس میں ڈرامہ کا ذکر ضرور ہوگا۔ یہ دراصل یونانی لفظ ”ڈراؤ“ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے کہ کچھ کر کے دکھانا۔ ڈرامہ کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ المیہ، مزاحیہ۔ ڈرامہ کے متعلق قرآن و حدیث میں تو مطلقاً کوئی حکم جواز یا عدم جواز کا مذکور نہ ہے۔ اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو فنون لطیفہ کی یہ قسم عہد گذشتہ کے مسلمانوں کے ہاں کبھی بھی پذیرائی حاصل نہیں کر سکی چنانچہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ کا مقالہ نگار لکھتا ہے:

”یہ ایک حقیقت ہے کہ پرانے مسلمانوں نے تمثال (ڈرامہ) کی کبھی حوصلہ

افزائی نہیں کی۔ اس کی وجہ تو یہ ہو سکتی ہے جو علامہ اقبال نے بتائی ہے کہ اس میں خود کو غیر خود کا قائم مقام بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور یہ تقاضائے شرف خودی کے خلاف ہے۔ ممکن ہے کہ اس خاص باب میں افلاطون کا اثر بھی ہو جو ٹریبیڈی کو نقل اور بعید از حقیقت سے مرحلہ (Thrice removed from reality) کہتا ہے مگر بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی ہے کہ مسلمان زندگی کے حقیقی اور عملی ہنگامہ عمل کے مقابلہ میں ایک صدی کے اندر چین اور اندلس تک جا پہنچے نقل در نقل کو زیادہ اہمیت نہیں دے سکتے تھے اور اگر اس کا مقصد ارسطو کا (Calharsis) ہے تو یہ تطہیر ان کے نزدیک اللہ کی عبادت اور خلق خدا کی خدمت سے بہتر طور پر انجام پاسکتی ہے۔“ (63)

الغرض ڈرامہ کو اگر فنون لطیفہ میں شامل کر کے اس کو اسلامی بنیادوں پر مباح بھی قرار دیں تو آج کل کے اکثر ڈرامے جو فحاشی، بے حیائی اور عریانی کا ملعوبہ ہیں ان کی ہرگز حمایت نہیں کی جا سکتی۔ ڈرامہ خود ایک مخلوط فن ہے اس میں مصوری، رقص اور موسیقی بھی شامل ہوتی ہے تاہم اس میں بھی شریعت کی حدود کی پاسداری از بس ضروری ہے۔

مذہب کا کام زندگی سے رشتہ گہرا کرنا ہے نہ کہ اس سے رشتہ توڑنا، یہی اسلام کی روح ہے۔ مذہب کو کلچر کی سطح سے الگ کر کے فنون لطیفہ کو بھی ہم نے مذہبی سرگرمیوں سے خارج کر دیا ہے جس کی وجہ سے ان فنون پر غیر اسلامی طرز فکر کے اثرات اتنے گہرے ہو گئے کہ یہ مباح فنون بالکل غلط ہاتھوں میں منتقل ہو گئے۔ اسلام صرف فحاشی اور عریانی سے روکتا ہے۔ باقی صحت مند سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس مضمون سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ عصر حاضر میں فنون لطیفہ کو فطرت انسانی کے مطابق اختیار کرنے کی اجازت ہونی چاہئے۔ اس سلسلہ میں تجدید پسندی اور قدامت پسندی کے درمیان اعتدال کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب و علمہ اتم۔





- 27- فیروز الدین مولوی، فیروز اللغات اردو، ص 1145
- 28- نشتر، عبدالکحیم خان، قائد اللغات، حامد اینڈ کمپنی کراچی، ص 928
- 29- ظلیل، ڈاکٹر، الاروس، مکتبہ الاروس پیرس، سن، ص 1172
- 30- W.T. Conningham, The Nelson Contemporary English Dictionary, P.302
- 31- بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، نور محمد اصح المطابع کراچی، 1375ھ، ج 1، ص 130
- 32- ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، قرآن محل کراچی، سن، ج 2، ص 209
- 33- احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، طبع دائرہ معارف مصر، 1947ء، ج 3، ص 449
- 34- ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، ج 1، ص 129
- 35- محمد شفیع مفتی، اسلام اور موسیقی، مکتبہ دارالعلوم کراچی، 2004ء، ص 260، 259
- 36- الیسوی، الاب لوئیس مالوف، المنجد، ص 582
- 37- فیروز الدین مولوی، فیروز اللغات اردو، ص 852
- 38- F. Steingers, Arabic English Dictionary, Sangemed Publications Lahore, P.231
- 39- Encyclopedia of Americana, New York, Vol.21, P.111
- 40- القرآن، السبا، 13
- 41- القرآن، آل عمران: 49
- 42- القرطبی، الانصاری، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، دارالکتب العربیہ، 1387ھ، ج 4، ص 272
- 43- مسلم ابی الحسین بن الحجاج، امام، الجامع الصحیح للمسلم، مکتبہ دارالقرآن دارالحدیث ملتان، سن، ج 2، ص 285
- 44- سابق، سید، فقہ السنۃ، نور محمد کارخانہ کتب کراچی، سن، ج 3، ص 500
- 45- ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، ج 4، ص 363
- 46- ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، طبقات ابن سعد، طبع بیروت، سن، ج 4، ص 34
- 47- شبلی نعمانی، الفاروق، السجا دیپلشرز لاہور، ص 134
- 48- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو
- عبدالباقی، نواد، اللؤلؤ والمرجان، ج 2، ص 129
- بخاری محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، ج 3، ص 349
- عبدالباقی، نواد، اللؤلؤ والمرجان، ص 129
- بخاری محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، ج 3، ص 346

- صحیح بخاری اور اللؤلؤ والمرجان کے ان درج بالا صفحات پر کئی روایات تصویر کی حرمت، مصور کے عذاب اور رسول اللہ کی ناراضگی پر وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔
- 49- الجزیری، عروضی، عبدالرحمن محمد، کتاب الفقہ علی المذہب الاربعہ، مکتبہ تجاریہ مصر، 1352ھ، ج 2، ص 40
- 50- سالیس، شیخ، تفسیر آیات الاحکام، ج 4، ص 61
- 51- ماہنامہ البلاغ کراچی، شمارہ نمبر جون تا ستمبر 1987ء (تصویر کی شرعی حیثیت)
- 52- الیسوی، الاب لوئیس مالوف، المنجد، ص 459
- 53- بلیاوی، عبدالحفیظ، مولانا مصباح اللغات، خزینہ علم و ادب مکتبہ دانیال لکھنؤ، ص 290
- 54- وارث، سرہندی، علمی اردو لغت، علمی کتب خانہ لاہور، ص 816
- 55- Jamil Jalibi, Qurani English Urdu Dictionary, P.517
- 56- ابن سعد، ابو عبداللہ محمد، طبقات ابن سعد، ج 4، ص 35
- 57- عسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، ج 7، ص 507
- 58- احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، ج 20، ص 157
- 59- احمد بن حنبل، امام، مسند احمد، ج 3، ص 152
- 60- ابوالسعدات مبارک، مجدد الدین علامہ، الجامح الاصول، مطبعہ اعلان، 1971ء، ص 71
- 61- فیروز الدین مولوی، فیروز اللغات اردو، ص 380
- 62- ابن منظور، لسان العرب، ج 11، ص 613
- 63- اردو دائرہ معارف اسلامیہ، ج 15، ص 497

\*\*\*\*\*

